جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آل عمران

(۲۱)

(گزشتہ سے پیوستہ)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ، لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا، وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ، قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ، وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ، قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ، وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ، وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْکِتٰبِ کُلِّہٖ، وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا، وَاِذَا خَلَوْا

ایمان[189] والو، (یہ تمھارے دوست نہیں ہیں، اِس لیے) اپنے سے باہر کے لوگوں کو بھیدی نہ بناؤ[190]۔ تمھیں نقصان پہنچانے میں یہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ یہ تمھارے لیے زحمتوں کے خواہاں ہیں۔ اِن کی دشمنی اِن کے منہ سے نکلی پڑتی ہے اور جو کچھ اِن کے سینوں میں چھپا ہوا ہے، وہ اِس سے بھی سخت تر ہے۔ ہم نے یہ نشانیاں تمھارے لیے واضح کر دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو۔ یہ تمھی ہو کہ اِن کو دوست

[۱۸۹] یہ اب ان مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے جو یا تو اپنی سادگی کی وجہ سے اہل کتاب کی چالوں کو اچھی طرح سمجھتے نہیں تھے یا ان سے جو تعلقات و روابط پہلے سے چلے آ رہے تھے، انھیں اپنی کمزوری کے باعث توڑنا نہیں چاہتے تھے۔

[۱۹۰] اصل میں لفظ 'بطانۃ' استعمال ہوا ہے۔ اس سے آدمی کے خواص و احباب اور محرمان راز مراد ہوتے ہیں۔

عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ، قُلْ: مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ، وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا، وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا، اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ﴿۱۲۰﴾

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴿۱۲۱﴾

رکھنا چاہتے ہو، مگر وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے، دراں حالیکہ تم اللہ کی تمام کتابوں کو مانتے ہو[۱۹۱]۔ اور (اِن کا طریقہ یہ ہے کہ) جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہوئے ہیں[۱۹۲] اور جب الگ ہوتے ہیں تو غصے سے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں ـــــ کہہ دو کہ اپنے اِسی غصے میں مرجاؤ۔ (اللہ تمھاری ہر چیز سے واقف ہے اور) اللہ تو سینوں کے راز تک جانتا ہے ـــــ تمھیں کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے تو اِنھیں تکلیف پہنچتی ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اِس سے خوش ہوتے ہیں۔ (یہ تمھارے دوست نہیں ہیں، اِن کی پروا نہ کرو) اور (یاد رکھو کہ) اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اِن کی کوئی تدبیر تمھیں نقصان نہ پہنچا سکے گی، اِس لیے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں، اللہ اُس کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ ۱۱۸۔۱۲۰

(یہ حقیقت اِنھیں سمجھاؤ، اے پیغمبر) اور (اِس کے لیے وہ موقع یاد دلاؤ) جب (احد کے دن) تم مسلمانوں کو جنگ کے مورچوں[۱۹۳] پر کھڑا کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلے تھے۔ (اُس وقت اللہ تمھارے ارادوں سے واقف تھا اور تمھاری باتیں سن رہا تھا) اور اللہ سمیع و علیم ہے۔ ۱۲۱

---

[۱۹۱] مطلب یہ ہے کہ تم ان کی کتاب کو مانتے اور ان کے دین کو اپنا دین سمجھتے ہو۔ بظاہر دشمنی کے لیے کوئی وجہ نظر نہیں آتی، لیکن اس کے باوجود وہ تم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ تم ان سے محبت کی پینگیں بڑھاتے ہو؟

[۱۹۲] یہ بات وہ اس مفہوم میں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے لیے تو بے شک، خدا کے پیغمبر ہیں اور اس حیثیت سے وہ آپ کو مانتے ہیں، لیکن ان کے لیے آپ کی پیروی ضروری نہیں ہے۔ اس مقصد کے لیے ان کے اپنے پیغمبر ہی کافی ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اِذۡ ھَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا، وَاللّٰهُ وَلِيُّھُمَا، وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

اُس وقت، جب تم میں سے دو گروہوں[۱۹۴] نے حوصلہ چھوڑ نا چاہا، دراں حالیکہ اللہ اُن کی مدد کے لیے موجود تھا اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ اللہ نے (اِس سے پہلے) بدر میں بھی تمھاری مدد کی تھی۔ جب کہ تم نہایت کمزور تھے۔ (پھر بھی ناشکری کرتے ہو)؟ سو اللہ سے ڈرو تا کہ تم اُس کے شکر گزار رہو۔ ۱۲۲۔۱۲۳

---

[۱۹۳] اصل میں لفظ 'مقاعد' آیا ہے۔ یہ 'مقعد' کی جمع ہے جس کے معنی بیٹھنے کی جگہ کے ہیں، لیکن قرینہ موجود ہو تو اس سے جنگ کا مورچا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ اسی مفہوم میں ہے۔

[۱۹۴] ان دو گروہوں سے اشارہ، مورخین کے بیان کے مطابق قبیلۂ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلۂ اوس کے بنو حارثہ کی طرف ہے۔ یہاں جس واقعے کا ذکر ہوا ہے، اس کا پس منظر استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

> "... ان دونوں گروہوں کے اندر منافقین کی شرارت کی وجہ سے کچھ بزدلی پیدا ہوئی، لیکن پھر وہ سنبھل گئے۔ منافقین درحقیقت اس جنگ کے لیے نکلنا نہیں چاہتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس کمزوری کا اندازہ تھا۔ چنانچہ آپ نے یہ چاہا کہ نکلنے سے پہلے صحیح صورت حال سامنے آجائے۔ اس کے لیے امتحاناً آپ نے مسلمانوں کے سامنے یہ سوال رکھا کہ قریش کا مقابلہ مدینہ کے اندر سے کیا جائے یا باہر نکل کر؟ اس کا جواب سچے اور پکے مسلمانوں کی طرف سے تو ظاہر ہے کہ یہی ہو سکتا ہے کہ باہر نکل کر۔ چنانچہ انھوں نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ یہی جواب دیا۔ لیکن منافقین نے مدینہ میں محصور ہو کر مقابلے کی مصلحتیں سمجھانے کی کوشش کی۔ آں حضرت نے جب صورت حال کا اندازہ کر لیا، منافقین کی کمزوری آپ پر واضح ہو گئی تو آپ نے وہی کیا جو آپ کے دل میں تھا اور جس کا اظہار آپ کے جاں نثار ساتھیوں نے کیا تھا۔ منافقین نے جب دیکھا کہ ان کی یہ سازش ناکام ہو گئی تو وہ نکلنے کو تو مسلمانوں کے ساتھ نکلے، لیکن نکلنے کے بعد ان کے لیڈر ابن ابی نے ان کو ورغلایا اور اس چیز کو بہانہ بنا کر کہ اس کے مشورے کی قدر نہیں کی گئی، راستے میں تین سو آدمیوں کے لشکر کے ساتھ الگ ہو گیا۔ اس واقعہ سے قدرتی طور پر مسلمانوں کی بعض جماعتوں کے حوصلے پر اثر پڑا۔ اس لیے کہ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار کفار کے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ: اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى، اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا، يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ، وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ، وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا، اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ، اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ، اَوْ

یاد کرو، جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمھارے لیے کافی نہیں ہے کہ تمھارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے جو (اسی مقصد سے) اتارے گئے ہوں؟[195] ہاں کیوں نہیں، اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور تمھارے دشمن اسی وقت تم پر آ پڑیں تو تمھارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا جو خاص نشان لگائے ہوئے ہوں گے۔[196] ۱۲۴۔۱۲۵

اور یہ تو اللہ نے صرف اِس لیے کیا کہ تمھیں بشارت ہو اور تمھارے دل اِس سے مطمئن ہو جائیں اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو زبردست ہے، بڑی حکمت والا ہے۔[197] (اِس لیے کیا) تاکہ اِن منکروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا اُنھیں ایسا ذلیل کرے کہ خوار ہو کر لوٹیں ___ تمھیں اِس معاملے میں

مقابلے میں کل ایک ہزار تھی۔ ایک ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمیوں کا عین موقع پر فرار، ظاہر ہے کہ ایک اہم حادثہ تھا جس سے کمزور طبائع کا اثر لینا قدرتی امر تھا۔'' (تدبر قرآن ۲/ ۱۷۰)

[۱۹۵] روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا حوصلہ بحال کرنے کے لیے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی، جب عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس ہوا اور مسلمانوں کے بعض گروہوں میں اس سے کچھ بددلی پیدا ہوئی۔

[۱۹۶] یعنی اس جنگ میں وہ اپنے امتیازی نشان لگا کر آئیں گے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو خاص اہتمام کے ساتھ اس مہم کے لیے بھیجے گا۔

[۱۹۷] مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی کسی بشارت کے بغیر بھی ایمان والوں کا عقیدہ یہی ہونا چاہیے کہ فتح و

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

يُعَذِّبَهُمْ، فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ، يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴿۱۲۹﴾

کوئی اختیار نہیں[۱۹۸] (کہ اللہ اِن کے ساتھ یہی کرے) یا اِن کی توبہ قبول کر لے، (اگر یہ توبہ کریں) یا اِن پر اپنا عذاب نازل کر دے، اِس لیے کہ یہ ظالم ہیں۔ (یہ اللہ ہی کا اختیار ہے) اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، وہ اللہ ہی کا ہے۔ وہ (اپنے قانون کے مطابق) جس کو چاہے گا، بخش دے گا اور جس کو چاہے گا، سزا دے گا۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ ۱۲۶۔ ۱۲۹

نصرت ہمیشہ اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

[۱۹۸] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنی قوم کے مستقبل سے متعلق کوئی خیال یہاں گزر رہا ہے جس پر اس جملۂ معترضہ کے ذریعے سے بات کو روک کر توجہ دلائی گئی ہے کہ لوگوں کی ہدایت و ضلالت اور جزا و سزا کا معاملہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وہ اگر چاہے گا تو تمھاری قوم کو توبہ کی توفیق دے گا اور چاہے گا تو ان پر بھی وہی عذاب نازل کر دے گا جو ان سے پہلے کی قوموں پر نازل ہوا ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ ہی کو کرنا ہے اور جو کچھ بھی وہ کرے گا، اپنی حکمت کے لحاظ سے اور اپنے قانون کے مطابق کرے گا۔ کسی دوسرے کے لیے اس میں دخل اندازی کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔ تاہم وہ غفور و رحیم ہے، اس لیے امید رکھنی چاہیے کہ وہ ان پر کرم فرمائے گا۔ جملۂ معترضہ کے بعد یہ پوری بات قرآن نے 'او یکبتهم فینقلبوا خائبین' پر اسی لیے عطف کر دی ہے کہ اس کے قارئین اس نظم کلام پر متنبہ رہیں۔

[باقی]

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org